مشاہدات۔967

ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت ہستی باری تعالیٰ
وقت 5-7 منٹ

کائنات اور ایک خدا

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ ہَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ۔ ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّ ہُوَ حَسِیۡرٌ (الملک:4-5)

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

سامعین کرام! مجھے آج کائنات اور ایک خدا پر اظہارِ خیال کرنا ہے۔ مَیں اِس سے قبل بھی اپنی تقریر میں یہ بتا آیا ہوں کہ انسان کی فطرت اور اُس کی نیچر میں خدا تعالیٰ نے اپنی ہستی کا اقرار رکھ چھوڑا ہے یعنی ہم دیکھتے ہیں کہ کٹّر سے کٹّر دہریہ انسان پر جب کبھی مصیبت کی گھڑی آتی ہے تو وہ بے اختیار خدا کو پکارنے لگ جاتا ہے اور مَیں نے بہت سی مثالیں دی تھیں کہ زلزلوں، طوفانوں کے وقت منکرینِ خدا کے مونہوں سے بھی بے اختیار "او مائی گاڈ" کے الفاظ نکلتے ہیں۔ ہم اکثر خوفناک جھولوں میں بچوں کو دیکھتے ہیں جیسے Rollar Coaster جب لُوپنگ پر جاتا ہے تو بچے شور مچاتے ہیں اور اِس شور شرابے میں "O My God" کی آوازیں بھی سنائی دے رہی ہوتی ہیں۔

حضرت مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم سابق ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان ایک واقعہ سناتے ہیں کہ حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ جب تعلیم حاصل کر رہے تھے تو ان کے ساتھ ایک دہریہ بھی پڑھتا تھا۔ ایک مرتبہ اچانک زلزلہ آیا تو بے اختیار اس کے منہ سے رام رام کے الفاظ نکل گئے۔ حضرت میر صاحبؓ نے اُس سے پوچھا کہ تم تو خدا کی ذات کے منکر ہو پھر تم نے رام رام کیوں کہا؟ تو اُس نے جواب دیا مجھ سے غلطی ہو گئی۔ لیکن ہم پھر کہتے ہیں کہ یہی وہ غلطی ہے جو ہر منکر خدا سے ایسے وقت میں ہوتی ہے کیونکہ یہ فطرت کا تقاضا ہے۔ قرآن مجید نے اس فطری تقاضا کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ وَاِذۡ اَخَذَ رَبُّکَ مِنۡۢ بَنِیۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُہُوۡرِہِمۡ ذُرِّیَّتَہُمۡ وَاَشۡہَدَہُمۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ ۚ اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ ؕ قَالُوۡا بَلٰی ۚۛ شَہِدۡنَا (الاعراف:173) اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں میں سے اُن کی اولادوں کو لیا اور اُن کو اپنی جانوں پر گواہ ٹھہرایا اور پوچھا کیا مَیں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا، ہاں ہاں! ہم (اس بات کی) گواہی دیتے ہیں۔

گویا ہستی باری تعالیٰ کا اقرار فطرتِ انسانی کا ایک حصہ اور لازمہ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آج کل کی مادی چکا چوند اور سائنسی ترقی نے انسان کے اندر ایک جاہلیت والا تکبر پیدا کر دیا ہے کہ ہمیں خدا کی ضرورت نہیں۔ بلکہ خدا ہے ہی نہیں تا کہ مذہبی اور اخلاقی طور پر جو پابندیاں عائد ہوتی ہیں اُن سے آزاد اور بے باک زندگی گزاری جاسکے۔ چنانچہ کیمونسٹ خیالات کے شاعر گوپال متل نے کہا کہ

فطرت میں آدمی کے ہے مبہم سا ایک خوف
اس خوف کا کسی نے خدا نام رکھ دیا!

سامعین! انسان کی فطرتِ صحیحہ میں اللہ کی پکار ودیعت کئے جانے کے ثبوت کے بعد ہم چلتے ہیں کل مذاہب عالَم کی طرف جو اِس بات پر متفق ہیں کہ ایک بالا ہستی موجود ہے جس نے کُل جہان کو پیدا کیا ہے۔ مختلف ممالک اور مختلف حالات کے باوجود جس قدر تاریخی مذاہب ہیں سب خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہیں گو خدا کی صفات کے متعلق اُن میں اختلاف ہو تو ہو مگر خدا کی ہستی پر متفق ہیں۔ موجودہ مذاہب یعنی اسلام، مسیحت، یہودیت، بدھ ازم، سکھ ازم، ہندو ازم اور زرتشتی مذہب سب کے سب ایک اللہ، خدا، الوہیم، پرمیشور، پرماتما، واہ گرو یا نِروان کے قائل ہیں اور جو مذاہب دنیا کے پردے سے مٹ چکے ہیں اُن کے متعلق بھی آثارِ قدیمہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سب کے سب ایک خدا کے قائل تھے۔ اسی حقیقت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح فرمایا ہے کہ اِنَّ ہٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی۔ صُحُفِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَمُوۡسٰی

(الاعلیٰ:19-20) یعنی یہ بات کہ خدا تعالیٰ کی ذات کا اقرار کرنے والے اور پھر اس کا سچا فرمانبردار بننے والے ہمیشہ کامیاب و کامران ہوتے آئے ہیں اور اس تعلیم کی سچائی کا ثبوت یہ ہے کہ یہ بات تمام مذاہب میں مشترک ہے۔ پہلے صحیفوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی اس میں بھی یہی بیان ہے۔ پس مذاہبِ عالم سب کا خدا کی ذات پر اتفاق ہونا یقیناً خدا تعالیٰ کی ہستی کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔

اسی ضمن میں قرآن کریم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل آنے والے انبیاء کا نام بنام ذکر کر کے فرمایا کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:91) یہ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ نے ہدایت دی پس تو ان کے طریق کی پیروی کر۔ اِس آیت کریمہ میں اور اس سے قبل کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس قدر نیک اور پاک لوگ جس بات کی گواہی دیتے ہیں وہ مانی جائے، ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جس قدر بھی راست باز اور نیک لوگ آئے اُن سب نے اِس بات کی گواہی دی کہ اس دنیا کے خالق و مالک ایک بالا ہستی ہے جسے مختلف زمانوں میں پرمیشور، God یا اللہ لکھا گیا ہے۔

چنانچہ ہندوستان کے راست باز رام چندر کرشن، ایران کے زرتشت، مصر کے موسیٰ، ناصرہ کے مسیح، پنجاب کے بابا نانک اور سب راست بازوں کے سردار حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں آپ کی قوم نے بچپن ہی سے صادق اور امین کا خطاب دیا تھا جنہوں نے برملا اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس:17) کہ مَیں نے تم میں اپنی عمر گزاری ہے کیا تم میرا کوئی جھوٹ ثابت کر سکتے ہو؟۔ آپؐ نے کہا کہ میرا اور آپ تمام کا ایک خدا ہے تو ہر ایک کو مان لینا چاہئے کیونکہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

سامعین! تیسرے ثبوت میں ہم گواہ ہیں کہ دنیاوی لحاظ سے ہر چیز کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہوتا ہے یا ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہر فعل کا ایک فاعل یعنی کرنے والا ہوتا ہے۔ ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ روٹی خود بخود نہیں بنتی بلکہ ماں یا نان بائی یا بیکر اس کو بناتا اور تیار کرتا ہے۔ کاغذ، قلم، کپڑا، میز، کرسی اور بڑی بڑی بلڈنگز خود بخود نہیں بن جایا کرتیں بلکہ ان کے بنانے میں سینکڑوں ہزاروں ہاتھوں کا دخل ہوتا ہے تو پھر اتنی بڑی کائنات خود بخود یا اتفاق سے کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟ قرآن مجید نے اس دلیل کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۔ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۔ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۔ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۔ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى (النجم:43-47)

یعنی یہ بات ہر نبی کی معرفت ہم نے پہنچا دی ہے کہ ہر ایک چیز کا انتہا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی جا کر ہوتا ہے اور خواہ خوشی کے واقعات ہوں یا رنج کے وہ خدا کی طرف سے ہی آتے ہیں اور موت و حیات سب اسی کے ہاتھ میں ہے اور اُس نے مرد اور عورت دونوں کو پیدا کیا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ اس تمام کائنات پر اگر غور کرو گے تو ضرور تمہاری رہنمائی اس طرف ہو گی کہ سب اشیاء آخر جا کر ذات باری پر ختم ہوتی ہیں۔ وہی انتہا ہے تمام اشیاء کی اور اُسی کے اشارے سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی ابتدائی حالت کی طرف متوجہ کر کے فرمایا کہ تمہاری پیدائش تو ایک نطفہ سے ہے اور تم جوں جوں پیچھے جاتے ہو کمزور ہی ہوتے جاتے ہو۔ تم کیوں کر اپنے خالق ہو سکتے ہو؟ جب خالق کے بغیر کوئی مخلوق نہیں ہو سکتی اور انسان اپنا خالق نہیں ہو سکتا کیونکہ جس قدر غور کریں وہ نہایت چھوٹی اور ادنیٰ حالت سے ترقی کر کے اس حالت کو پہنچتا ہے اور جب وہ موجودہ حالت میں خالق نہیں تو اس کمزور حالت میں کیوں کر خالق ہو سکتا تھا؟ تو ماننا پڑے گا کہ اس کا خالق کوئی اَور ہے جس کی طاقتیں غیر محدود اور قدرتیں لاانتہا ہیں اور ہر ایک سائنسدان کو آخر کار ماننا پڑتا ہے کہ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى یعنی ہر ایک چیز کی انتہا آخر ایک ایسی ہستی پر ہوتی ہے کہ جس کو وہ اپنی عقل کے دائرہ میں نہیں لا سکتے اور وہی خدا ہے۔ یہ ایک ایسی موٹی دلیل ہے جسے ایک جاہل سے جاہل انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بدّو سے کسی نے پوچھا کہ تیرے پاس خدا کی کیا دلیل ہے؟ تو اُس نے برجستہ جواب دیا کہ جنگل میں پڑی ایک مینگنی دیکھ کر مَیں سمجھ جاتا ہوں کہ یہاں سے ایک اونٹ گزرا ہے اور قدموں کے نشان سے یہ پتہ لگ جاتا ہے کہ یہاں سے کوئی مسافر گزرا ہے تو پھر یہ وسیع زمین و آسمان اور نظام کائنات کیوں کر خدائے خالق و مالک کی نشاندہی نہیں کر سکتے؟ اور واقعی یہ جواب نہایت سچا اور عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔

علاوہ ازیں قرآن کریم نے اسی ضمن میں ہستی باری تعالیٰ کی ایک اور زبردست دلیل یہ بھی دی ہے جس کی تلاوت مَیں آغاز پر کر آیا ہوں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تو کبھی کوئی اختلاف اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں نہیں دیکھے گا۔ پس اپنی آنکھ کو لوٹا۔ کیا تجھے کوئی شگاف نظر آتا ہے؟ دوبارہ اپنی نظر کو لوٹا کر دیکھ تیری نظر تیری طرف تھک کر اور درماندہ ہو کر لوٹے گی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تمام کائنات اتفاقاً پیدا ہو گئی اتفاقی طور پر مٹیریل (Material) کے مِلنے سے یہ سب کچھ بن گیا لیکن اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت میں ان کا یہ جواب دیتا ہے کہ اتفاقی طور پر جڑنے والی چیزوں میں کبھی ایک سلسلہ اور انتظام نہیں ہوتا۔ تصویر رنگوں سے ضرور بنتی ہے مگر یہ نہیں ہوتا کہ مختلف رنگ ایک کاغذ پر بکھیر دیے جائیں تو اس سے تصویر بن جائے۔ یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ اینٹوں سے مکان بنتا ہے مگر کیا اینٹوں کو ایک دوسرے پر پھینک دیں تو کبھی بھی اتفاقاً کوئی بلڈنگ بن سکی ہے؟ ہر گز نہیں۔ لیکن نظام عالَم کی یکسانیت اور باقاعدگی اس بات کی تردید کا بڑا واضح ثبوت ہے کہ یہ کائنات اتفاقاً پیدا ہو گئی ہے۔ ایک سائنس دان نے اس دلیل کو یوں بیان کیا ہے کہ ایک سے لے کر دس تک گنتی کے کارڈ کسی تھیلے میں ڈال کر خوب ہلا دیں اور پھر اس میں سے ہاتھ ڈال کر یکے بعد دیگرے دس کارڈ نکالیں تو کبھی یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک سے دس تک کے نمبر ترتیب وار نکل سکیں۔ ہزار مرتبہ بھی کوشش کر کے دیکھ لیں کبھی بھی ترتیب قائم نہیں رہے گی۔ جب 10 عدد کارڈز اتفاق سے ترتیب پر نہیں نکل سکتے تو پھر نظام کائنات کی ترتیب میں یکسانیت اور باقاعدگی کو کیوں کر اتفاق کا نتیجہ کہا جا سکتا ہے؟ یہ ایک لغو اور بیکار بات ہو گی۔ اسی دلیل کو خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ کائنات عالم کا یہ ابلغ، احسن اور بے نقص نظام ایک مدبّر اور بالارادہ ہستی کا ثبوت باہم پہنچاتا ہے اور پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ہر جاندار کو اس کی غذا کے مطابق اعضاء دیے ہیں اور ہر جاندار کے اعضاء میں ایک تناسب رکھا ہے۔ برفانی علاقوں کے جانداروں کے لیے لمبے بال اور فر دیے۔ میدانی علاقوں کے جانداروں کو لمبے بال اور فر نہیں دیے اور جن چیزوں کے لیے موت تجویز کی ان کے ساتھ توالد کا سلسلہ قائم کر دیا۔ سورج، چاند، ستاروں اور زمین کے فاصلے اتنے رکھے کہ یہ آپس میں ٹکرا نہ جائیں اور پھر ان کے قواعد ایسے مُنضبط ہیں کہ ان میں کوئی اختلاف اور کمی نہیں۔ ہماری نظریں تھک جائیں گی مگر کائنات عالم کے نظام میں کوئی رخنہ نظر نہ آئے گا اور یہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی موجود ہونے کی ایک عظیم دلیل ہے۔

عقل انسانی کائنات پر غور کر کے اور مختلف امور کا مشاہدہ اور مطالعہ کر کے محض اس نتیجہ پر تو پہنچ سکتی ہے کہ اس کائنات کا پیدا کرنے والا کوئی خالق اور مدبّر ارادہ ہستی ہونی چاہیے لیکن کیا وہ حقیقت میں موجود بھی ہے؟ اس کا ثبوت تو خدا تعالیٰ خود اَنَا الْمَوْجُوْد کہہ کر دیتا ہے۔ اُس کا الہام اور اُس کا کلام وجود باری تعالیٰ کی ایک نہایت زبردست اور عظیم الشان دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (ابراھیم:28)
یعنی اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اس دنیا اور اگلی دنیا میں پکی باتیں سنا سنا کر مضبوط کرتا رہتا ہے۔ پس جب کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک بڑی تعداد کے ساتھ ہم کلام ہوتا رہتا ہے تو پھر ان کا انکار کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

اور نہ صرف انبیاء اور رسولوں سے ہم کلام ہوتا ہے بلکہ اولیاء سے بھی بات کرتا ہے اور بعض دفعہ اپنے کسی غریب بندہ پر رحم کر کے اس کی تشفّی کے لیے کلام کرتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے خلفاء اور بعض دیگر بزرگوں سے بھی اس نے کلام کیا اور اپنے وجود کا ثبوت دیا۔ پھر یہی نہیں بعض دفعہ نہایت گندے اور بدباطن آدمیوں سے بھی ان پر حجت قائم کرنے کے لیے بول لیتا ہے اور اس بات کا ثبوت کہ وہ کسی زبردست ہستی کی طرف سے ہیں یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ان میں غیب کی خبریں ہوتی ہیں جو اپنے وقت پر پوری ہو کر بتا دیتی ہیں کہ یہ انسانی دماغ کا کام نہ تھا اور نہ کسی بدہضمی کا نتیجہ تھا اور بعض دفعہ سینکڑوں سال آگے کی خبریں بتائی جاتی ہیں تا کہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ موجودہ واقعات خواب میں سامنے آ گئے اور وہ اتفاقاً پورے بھی ہو گئے بلکہ خدا تعالیٰ کا کلام غَیبِ مصفّٰی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

سامعین! اب مَیں روحانی کائنات میں بھیجے جانے والے موعود امام سیدنا حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں دیے جانے والے نشانات کا ذکر اختصار سے کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جس کو ہم پیشگوئی کے طور پر پیش کر سکتے ہیں اور وہ اِن الفاظ میں ہے۔ ”يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ يَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ“ (براہین احمدیہ صفحہ 241) یعنی لوگ تیرے پاس زمین کی اطراف و اکناف سے جوق در جوق آئیں گے۔ تیرے پاس زمین کی ہر طرف سے تحائف اور ہدیے آئیں گے۔ ہم اِن الفاظ کو خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے طور پر پیش کر سکتے ہیں کیونکہ جب مدعی کے منہ سے یہ پُرزور لفظ نکلے تو آپؑ ایسے گمنامی کے گوشے میں زندگی بسر کر رہے تھے کہ قرب وجوار کے بہت سے لوگ بھی آپؑ کو نہ جانتے تھے۔ آپؑ خود بھی گوشۂ تنہائی میں زندگی بسر کر رہے تھے مگر آپؑ پر ایسا وقت آیا کہ جس نے اس غیب کی خبر کو حرفاً حرفاً پورا کیا اور آج ایک عالم اپنی آنکھوں سے اس کی سچائی کا بے اختیار اعتراف کرتا ہے۔ اور ایک اور وحی بھی اس کی مؤید ہے جو یہ ہے۔ ”لَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ“۔ یعنی خدا کی مخلوق سے

تکبّر اور تحقیر سے پیش نہ آنا اور خلقت کی کثرت اور ہجوم سے ملول اور دلگیر نہ ہونا۔ اِن دونوں پیشگوئیوں کے الفاظ یہ بتاتے ہیں کہ ایک وقت آنے والا ہے جب آپؑ خَلْقُ اللہ کا مرجع ومآب ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اب اس خبر غیب کی سچائی کے اتنے گواہ ہیں کہ جن کا گننا نہایت مشکل ہے۔ اِس پیشگوئی میں یَاتُوْنَ کے الفاظ اللہ کی مخلوق کی طرف اشارہ کرتے ہیں جبکہ یَاتِیْكَ میں اُن اموال، چندوں اور تحائف کی طرف اشارہ ہے جو یہ لوگ اپنے ساتھ لائیں گے یا کسی کے ہاتھ بھجوائیں گے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کس شان کے ساتھ یہ الفاظ پورے ہوئے اور ابھی بھی پورے ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی اِس سے کہیں بڑھ کر شان کے ساتھ پورے ہوں گے کیونکہ یہ مبارک الفاظ اُس بالا ہستی کے ہیں جو اَنَا الْمَوْجُوْد کا دعوٰی کرتی ہے اور جو کہتی ہے وہ کر دکھلاتی ہے۔ ایک جلسہ سالانہ ہی کو لیں۔ آج سے 134 سال قبل قادیان میں اِس کا آغاز 75 افراد سے ہوا تھا اور آج 100 کے قریب ممالک میں یہ جلسے بڑی شان و شوکت اور بڑی آن بان کے ساتھ منعقد ہوتے ہیں۔ جن میں شامل ہونے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ ابھی 2025ء کے جلسہ ہائے سالانہ جرمنی اور برطانیہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد 50، 50 ہزار کے لگ بھگ تھی جو ساری دنیا سے آئے تھے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یورپ جیسے ترقی یافتہ ممالک کے سفروں میں الہام کے الفاظ فَجٍّ عَمِیْقٍ پورے نہیں اُترتے یہاں تو ہر قسم کی سہولتیں موجود ہیں۔ مَیں اِس موقع پر افریقہ اور تیسری دنیا کے ممالک کی مثال دینا چاہوں گا جہاں ٹوٹے پھوٹے راستے، سفر کی سہولیات ناپید، غربت اور مالی تنگی الگ سے مگر جلسہ ہائے سالانہ مَیں شامل ہونے والوں کی تعداد ہزاروں میں اور ایسے موقع پر اپنے اپنے ملک کی کرنسی کے اعتبار سے لاکھوں بلکہ کروڑوں یا خرچ کر کے جاتے ہیں یا جماعت کی ترقی اور بہبود کی خاطر خرچ کر جاتے ہیں۔ مجھے 2019ء میں سیر الیون مغربی افریقہ کے جلسہ سالانہ میں بطور مرکزی نمائندہ شمولیت کی توفیق ملی جس میں حاضرین کی تعداد 24 ہزار 700 تھی اور جنگلوں، پہاڑوں اور میدانوں کے دشوار ترین علاقوں کا پیدل، پوڈا پوڈا پر سفر کر کے جلسہ سے لطف اندوز ہونے کے لیے پہنچے تھے۔ اِن جلسوں میں شمولیت کا شوق کس ہستی نے اُن کے دلوں ڈالا وہ صرف اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے۔ جو سخت ترین مخالفتوں اور رکاوٹوں کے ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ سے لے کر تمام علاقوں کے لوگ یہاں حاضر ہوتے ہیں اور آدمیوں کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ ان سب سے مصافحہ اور ملاقات کرنا کسی آدمی کا کام نہیں ہو سکتا اور آج کی اس ترقی یافتہ دنیا کے 220 ممالک میں جماعت احمدیہ کا پھیلنا، پھلنا اور پھولنا، ساری دنیا میں قادیان کا نام مشہور ہو جانا کیا یہ چھوٹی سی بات ہے؟ کیا یہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت نہیں؟ اس پیش گوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب سراج منیر صفحہ 63-64 میں فرماتے ہیں۔

”سبحان اللہ! یہ کس شان کی پیش گوئی ہے اور آج سے 17 برس پہلے اس وقت بتلائی گئی ہے کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں گے اور وہ بھی کبھی کبھی۔ اس سے کیسا علم غیب خدا کا ثابت ہوتا ہے۔“

نیز آپؑ فرماتے ہیں:

مَیں تھا غریب بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
ایک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

آیئے! امریکہ میں عیسائیوں سے ایک شخص ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی کی ہلاکت کی بات کریں جس نے نبوت کا دعوٰی کیا اور اپنے یہ ناپاک کلمات شائع کیے کہ

”مَیں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آئے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جائے۔ اے خدا! تو ایسا ہی کر۔ اے خدا! اسلام کو ہلاک کر۔“

اس وقت تو علمائے اسلام اور دیگر مسلم تنظیمیں خواب غفلت میں سو رہی تھیں۔ کسی نے اس کا نوٹس نہیں لیا۔ صرف اور صرف اسلام کے بطل جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی تھے جنھوں نے اس کے مقابلے میں اشتہار دیا کہ

”اے جو مدعی نبوت ہے آ اور میرے ساتھ مقابلہ کر۔ ہمارا مقابلہ دعا سے ہو گا اور ہم دونوں خدا تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ ہم میں سے جو شخص کذاب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔“ (ٹیلیگراف آف امریکہ 5 جولائی 1903ء)

لیکن ڈوئی نے رعونت سے کہا:

”کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا۔ اگر مَیں اپنا پاؤں ان پر رکھوں تو ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔“

(ڈوئی کا پرچہ نیوز آف ہیلنگ دسمبر 1903ء)

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی اشتہار 23 اگست 1903ء میں شائع کیا تھا کہ

”اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا تب بھی یقیناً سمجھو کہ اس کے صیحون پر جلد تر آفت آنے والی ہے۔ اے خدا اور کامل خدا! یہ فیصلہ جلد کر اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے۔“

اس کے بعد ایسا ہوا کہ ڈوئی جو شہزادوں کی زندگی بسر کیا کرتا تھا جس کے پاس سات کروڑ روپیہ تھا اس کی بیوی اور اس کا بیٹا اس کے دشمن ہو گئے اور باپ نے اشتہار دیا کہ وہ ولد الزنا ہے۔ آخر اس پر فالج گرا پھر غموں کے مارے پاگل ہو گیا۔ آخر مارچ 1907ء میں بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ جیسا کہ خدا نے اپنے مامور کو پہلے سے اطلاع دی اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 10 فروری 1907ء کے اشتہار میں شائع فرمایا تھا کہ

”خدا فرماتا ہے کہ مَیں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیمہ ہو گی۔ وہ تمام دنیا کے لیے ایک نشان ہو گا۔“

ڈوئی ہلاک ہو کر خدا کی ہستی پر گواہی دے گیا۔ یہ عیسائی دنیا پُرانی اور نئی دونوں پر حضور علیہ السلام کی فتح تھی اور آج یہ حال ہے کہ ڈوئی کے شہر صیحون میں ڈوئی کو جاننے والا کوئی نہیں ہے اور امریکہ میں جماعت احمدیہ روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ ابھی چند سال قبل اِس پیشگوئی کے سو سال پورے ہونے پر ایک جشن منایا گیا جس میں شکرانے کے طور پر شمولیت کے لئے حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے لندن سے امریکہ کا سفر اختیار فرمایا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے امریکہ کے شہر زائن (Zion) میں مسجد فتح عظیم کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:

”آج سے ایک سو بیس سال پہلے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر جس جھوٹے دعویدار اور دشمنِ اسلام کی ہلاکت کی پیش گوئی آپؑ نے فرمائی تھی آج اس کے شہر میں جس کے بارے میں اس کا اعلان تھا کہ کوئی مسلمان یہاں داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ عیسائی نہیں ہو جاتا اللہ تعالیٰ نے جماعت کو مسجد بنانے کی توفیق دی۔

پس یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے کام۔ ایک ارب پتی اور دنیاوی جاہ و حشمت رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ نے جھوٹا کر دیا، ختم کر دیا اور پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہنے والے اپنے فرستادے کا دعویٰ جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ دنیا کے دو سو بیس ممالک میں گونجنے کے سامان پیدا کر دیے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 ستمبر 2022ء)

سامعین! ایک اور عظیم الشان نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر فرمایا کہ آریوں کا ایک نامی لیڈر لیکھرام جو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت بیباکی سے بدزبانی کیا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو بدزبانی سے باز رہنے کی کئی دفعہ تلقین کی مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر کار آپؑ نے رسالہ کرامت الصادقین مطبوعہ صفر 1308 ہجری میں یہ پیش گوئی درج کی کہ لیکھرام کی نسبت خدا نے میری دعا قبول کر کے مجھے خبر دی ہے کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو گا اور اس کا جرم یہ ہے کہ وہ خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا اور بُرے لفظوں کے ساتھ توہین کرتا تھا۔ پھر 20 فروری 1893ء کے اشتہار میں اس کے مرنے کی صورت بھی بتا دی ”عِجۡلٌ جَسَدٌ لَّهٗ خُوَارٌ لَهٗ نَصَبٌ وَعَذَابٌ“۔

(اشتہار 20 فروری 1893ء مشمولہ آئینہ کمالات اسلام)

یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے جو بے جان ہے اور اس میں محض ایک آواز ہے جس میں روحانیت نہیں۔ اس لیے اس کو ایسا عذاب دیا جائے گا جو گوسالہ سامری کو دیا گیا تھا۔ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ گوسالہ سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اور پھر جلایا گیا اور دریا میں ڈالا گیا تھا پھر 2 اپریل 1893ء کو آپؑ نے ایک کشف دیکھا جو برکات الدعا حاشیہ صفحہ 4 طبع اول میں درج ہے کہ ایک قوی مہیب شکل جو گویا انسان نہیں ملائک شدّاد اور غلّاظ سے ہے وہ پوچھتا ہے کہ لیکھرام کہاں ہے؟ پھر کرامات الصادقین کے ایک شعر سے اس کی ہلاکت کا دن بھی بتا دیا۔

وَ بَشَّرَنِیْ رَبِّیْ وَ قَالَ مُبَشِّرًا
سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ وَ الْعِیْدُ اَقْرَبُ

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ
بترس از تیغِ برّانِ محمدؐ

پانچ سال پہلے شائع کر کے قتل کی صورت بھی بتادی۔ آخر لیکھرام 6 مارچ 1897ء کو قتل کیا گیا اور سب نے ایک زبان ہو کر بیان کیا کہ یہ پیش گوئی بڑی صفائی کے ساتھ پوری ہو کر اللہ کی ہستی کے لیے حجتِ ناطقہ کا اور عظیم الشان نشان ٹھہری۔ پس حقیقت یہی ہے کہ

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

غرض خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے لئے اخبار غیب کی پیشگوئیوں سے بڑھ کر اور کوئی دلیل نہیں۔ منجملہ خدا کی ہستی کے ثبوتوں کے ایک یہ ثبوت ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے بڑی قوت اور تحدّی سے دنیا میں شائع کی ہے کہ قریب نوّے برس تک اس کی عمر ہو گی اور اس اثناء میں اس کی آنکھیں اور اس کے مفاصل ان ناتوانیوں اور تباہیوں سے محفوظ رہیں گے جو عادتاً ایسے اوقات میں بوڑھوں پر نازل ہوا کرتی ہیں۔ یہ دعویٰ متفرق کتابوں میں صاف صاف لفظوں میں مشتہر کیا گیا ہے۔ بڑی خوبصورتی اس پیشگوئی کی اس وقت معلوم ہوتی ہے جب یہ دیکھا جاوے کہ مدعی کی جسمانی حالت دعووں کے وقت مادی نگاہ میں کس قسم کی ہے یہ بات تمام واقفوں پر روشن ہے کہ وہ بیماریاں اس شخص کے ساتھ ہمیشہ لازم رہتی ہیں۔ ایک بیماری جسم کے اوپر کے حصہ یعنی سر سے تعلق رکھتی ہے جس کے شدید جوش کے وقت برد اطراف کا غلبہ ہوتا ہے کہ گرم کیا ہوا لوہا بھی جسم پر لگانے سے بے اثر ثابت ہوتا ہے۔ دوسری بیماری جسم کے حصہ زیریں سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ ہے پیشاب کی کثرت اور ہضم کا اپنے اعتدال پر نہ رہنا۔ یہ دو مرضیں اس قسم کی ہیں کہ عام انسان ان میں مبتلا ہو کر بہت تھوڑی زندگی پاتے ہیں لیکن بایں ہمہ ایک شخص بڑی قوت سے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا نے مجھ کو کہا ہے کہ میں تجھے حیات طیبہ کا شرف بخشوں گا اور تو اتنی لمبی عمر میں ارذل عمر کے نشانوں میں سے کوئی نشان نہ دیکھے گا۔ یہ دعویٰ بلا تکلف ثابت کرتا ہے کہ وہ اس توانا ہستی کی طرف سے ہے جس کی حکومت کا جوا طوعاً و کرہاً ہر ایک ذرّہ عالم نے گردن پر اٹھا رکھا ہے۔ ورنہ اگر عرف اور عادت میں ایسا دعویٰ کرنے کی کسی عام منہ کو جرأت ہو سکتی ہے۔ تو اس کی نظیر بتاؤ۔

سامعین! آخر میں مَیں اپنی تقریر کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس پر ختم کرتا ہوں جو سے لیا گیا ہے جس میں آپؑ نے ہستی باری تعالیٰ کو اپنے ذاتی تجربہ سے ثابت فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”ہمارا زندہ حیّ و قیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ہم ایک بات پوچھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہیے۔ دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔ وہ بڑی بڑی مشکلات حل کرتا ہے اور جو مُردوں کی طرح بیمار ہوں اُن کو بھی کثرت دعا سے زندہ کر دیتا ہے اور یہ سب ارادے اپنے قبل از وقت اپنے کلام سے بتلا دیتا ہے۔ خدا وہی خدا ہے جو ہمارا خدا ہے۔ وہ اپنے کلام سے جو آئندہ کے واقعات پر مشتمل ہوتا ہے ہم پر ثابت کرتا ہے کہ زمین و آسمان کا وہی خدا ہے۔“

(نسیم دعوت صفحہ 82)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت میں بڑھائے۔ آمین

(اِس تقریر کی تیاری میں حضرت مرزا وسیم احمد مرحوم ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کی ایک تقریر سے استفادہ کیا گیا ہے)

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿